منتخب کلام

اتنی ہمت مجھے خدا دے دے
غم اٹھانے کا حوصلہ دے دے
کھو نہ جاؤں میں ان اندھیروں میں
روشنی دے نہ دے صدا دے دے
میرے جذبات چھین لے مجھ سے
میرے احساس کو فنا دے دے
میں یہ سمجھوں گا مل گیا سب کچھ
دل کوئی درد آشنا دے دے

نعت

نہ مہر و ماہ کی خاطر نہ کہکشاں کے لئے
مچل رہا ہے یہ دل خاک آستاں کے لئے

یہ کائنات دھواں کے سوا نہ کچھ ہوتی
سجی یہ بزم فقط شاہ دو جہاں کے لئے

ہمیشہ عشق نبی دل میں جاگزیں رکھئے
اثاثہ بس ہے یہی عمر جاوداں کے لئے

بچھی تھی نور کی چادر تمام راہوں میں
چلے حضور مکاں سے جو لامکاں کے لئے

آپ کے ہی کرم کا ہے آسرا آقا
کٹھن ہے وقت بہت جان ناتواں کے لئے

جبیں ملی ہے کہ سجدے کروں خدا کو میں
زباں ملی ہے مجھے نعت کے بیاں کے لئے

ہوتا بے کیف بہت قصۂ آدم غافل
حضور آتے نہ گر زیب داستاں کے لئے

نسخۂ لیڈری

ایک قرص بے حیائی صبح اٹھ کے لیجئے
چار چمچے آب خود غرضی ملا کر پیجئے
ناشتے میں ایک چمچہ جھوٹے وعدوں کا لبوب
ساتھ اس کے دے مزہ عرق ریاکاری بھی خوب
تخم کینہ پاؤ ماشہ لیجئے پھر تول کر
خوب اس کو بھونئے حرص وہوس کی آگ پر
روغن موقع پرستی میں اسے حل کیجئے
چند دانے طوطا چشمی کے بھی اس میں دیجئے
جڑ جو فتنے کی ملے تو اک ذرا سا ڈال دیں
جھوٹ کے باریک کپڑے سے اسے پھر چھان لیں
ڈالئے دو چار قطرے بے وفائی کے ضرور
شربت فتنہ ہو کچھ تھوڑا سا ہو روح فتور
ان سبھوں کو لے کے پھر اک ساغر بہروپ میں
چھوڑ دیں کچھ دیر کنبہ پروری کی دھوپ میں
بے ایمانی کی ہوا سے کیجئے ٹھنڈا اسے
تنگ نظری کی کھرل میں خوب اس کو پیسئے
نام اس کا آپ معجون خباثت دیجئے
کم سے کم دس بار دن میں روز کھایا کیجئے

ویسے یہ نایاب نسخہ ہے بہت ہی لاجواب
ساتھ ہی ان چیزوں سے پرہیز لازم ہے جناب
پاس آنے دیجئے سچ کو نہ ہرگز بھول کر
ورنہ پھر جاتا رہے گا سارے نسخے کا اثر
گر شرافت کی طرف مائل طبیعت ہوگئی
یوں سمجھئے ساری محنت ہی اکارت ہوگئی
زندگی میں بھول سے پورا نہ ہو عہد وفا
اور دیانت داری سے بھی بچ کے رہنا ہے سدا
چند ہفتوں تک اگر اس پر عمل کر لیجئے
نیتا بننے کی ضمانت ہم سے آ کر لیجئے

اینٹی شوہر کانفرنس

تھا بڑے زوروں سے چرچا جس کا سارے شہر میں
ہو گیا آخر وہ جلسہ کل ہمارے شہر میں
بیویوں کے بیچ آخر اتحاد ہو ہی گیا
اینٹی شوہر کانفرنس کا انعقاد ہو ہی گیا
شام سے بکھری ہوئی تھی کہکشاں ہر راہ میں
اور تھا رنگ و نور کا سیلاب جلسہ گاہ میں
ہر طرف سے ہو رہی تھیں بیویاں آ کر جمع
ہاں! مگر تھا شوہروں کا داخلہ بالکل منع
ہر طرف سے لعنتیں تھیں شوہر نادار پر
مختلف نعروں سے پر تھے پوسٹر دیوار پر
شوہروں کے ظلم کی تھیں داستانیں بے شمار
جا بجا چسپے ہوئے تھے اس طرح کے اشتہار
اب کسی قیمت پہ ان کی دال گل سکتی نہیں
شوہروں کی دھاندلی اب اور چل سکتی نہیں
حضرت شوہر کے اب نخرے اٹھا سکتی نہیں
خوب دھوکا کھا چکی ہیں اور کھا سکتی نہیں
آج تک ڈھائے گئے ہم پر مظالم بے حساب
پتھروں سے اب ہمیں دینا ہے اینٹوں کا جواب
ہاتھ میں ڈنڈے سنبھالو چھوڑ دو کفگیر کو
ملک بھر کی بیویوں اب ایک ہو اب ایک ہو!!

ترک شاعری

جب سے اردو بھی زبان اک ہوگ ٕ سرکار کی
صوبہ بھر کے شاعروں نے ترک کردی شاعری
جوں ہی اردو معاش کا ذریعہ نظر آنے لگی
شاعری سے یک بہ یک ان کو الرجی ہوگئی
توڑ کر سب رشتے ناطے سوز اور ساز سے
خدمت اردو کو نکلے اک نئے انداز سے
ٹائپنگ اردو کی سیکھی رٹ گئے شبداولی
تھوڑی محنت سے ہی لکھنا آگ ٕ دیوناگری
کچھ دنوں میں ہوگئی قسمت کی دیوی مہرباں
بن گئے سرکار کے نوکر یہ سب اہل زباں
دفتروں میں ہر قسم کی فائلیں چرنے لگے
عرضیوں کا ترجمہ ہندی میں یہ کرنے لگے
ناقدوں اور ناشروں کا ڈر نہ کوئی جب رہا
یک بہ یک انگڑائی لے کر جو ہر خفتہ جگا
پھر تو لفظوں کا نیا اک دفتر معانی کھلا
سر کی وپدا ہوگیا شوریدہ سر کا ترجمہ
سادہ تختی کی جگہ لی لفظ سادہ لوحی
دوسرے نے آب جو کو لکھا پانی کی ندی
حسن ظن کو کہہ گئے ناری کی سندرتا اگر

فن ظرافت کو لکھا برتن بنانے کا ہنر
ایک صاحب نے اگر کوزہ میں دریا بھر دیا
دوسرے نے موج میں ساغر کو ساگر کر دیا
دیکھنا تم ایک دن جادو جگاتا ان کا فن
میت اردو کو پہنائے گا ہندی کا کفن !!

یوم اردو

شیخ جی کل یک بہ یک مجھ سے یہ فرمانے لگے
یوم اردو کس لئے آخر مناتے ہیں جناب
یہ زباں تو اک طرح سے اب فقط مرحوم ہے
جانے کس گوشہ میں جا کر چھپ گ ٔ خانہ خراب
کالج و اسکول میں اک شجر ممنوعہ ہے یہ
اور اک ناپاک سی شئے بہر تعلیمی نصاب
اس کے جو عشاق تھے انگلش کے گرویدہ ہوئے
اس کا نہ قاری ہے باقی نہ ہی اک اچھی کتاب
خامشی سے نام پر بس فاتحہ پڑھ دیجئے
اس طرح کی محفلوں سے کیجئے اب اجتناب
بات گر چہ تلخ تھی لیکن بہت معقول تھی
اس لئے بر وقت سوجھا نہ مجھے کوئی جواب
پھر ذرا کچھ سوچ کر یوں باادب میں نے کہا
اردوئے مرحوم کی سمجھیں اسے برسی جناب
فاتحہ کے واسطے ہی آئے ہیں شاعر یہاں
روح اردو کو اسی صورت ملے شاید ثواب

روزگار

رائٹ کا کاروبار بھی کیا روزگار ہے
گھر میں مرے اسی کی وجہ سے بہار ہے
ٹی وی، فرج کے ساتھ ہی اک وی سی آر ہے
چاروں جوان بیٹوں کے پاس اپنی کار ہے
بیوی کا جسم سونے کے زیور سے بھر گیا
بے سمت تھا جو بچوں کا فیوچر سنور گیا
دیکھو نیا مکان بھی کیا عالی شان ہے
جس کو نواز دے یہ اسی رب کی شان ہے
فکر نمک ہے اب نہ مجھے فکر تیل ہے
دولت کی میرے گھر میں تو اب ریل پیل ہے
بیڑی کے واسطے بھی ترستا تھا کل تلک
آج آ گیا ہے پاؤں کے نیچے مرے فلک
مارا گیا فساد میں جب کوئی آدمی
گھر میں ہمارے کوئی نء چیز آ گئی
جب بھی کسی نصیب کے مارے کا گھر جلا
دیوار و در پہ میرے نیا رنگ چڑھ گیا
آتا ہوں جب بھی گھر میں کسی کا اجاڑ کر
دولت بھی ساتھ آتی ہے چھپر کو پھاڑ کر
بچے بھی میرا ہاتھ بٹانے لگے ہیں اب
گھر دوسروں کا وہ بھی جلانے لگے ہیں اب
ماہر وہ ہو گئے ہیں بہت لوٹ مار میں
چاروں پسر ہیں میرے اسی روزگار میں

منصف صاحب

خول میں اپنے گھونگھے ہی نہیں رہتے ہیں
اک اور بھی مخلوق ہے منصف جسے کہتے ہیں
ڈال کر چہرے پہ اپنے خود فریبی کی نقاب
اپنی دنیا میں ہی رہتے ہیں مگن عزت مآب
اپنی آنکھوں پہ چڑھا کر عینک وہم وقیاس
چور کی داڑھی میں یہ کرتے ہیں تنکے کی تلاش
کی ہے قدرت نے ودیعت فطرت عورت انہیں
دوسروں کی عیب جوئی سے نہیں فرصت انھیں
جس گھڑی اجلاس کی کرسی پہ جم جاتے ہیں یہ
انڈا سیتی ہوئی مرغی نظر آتے ہیں یہ
دردزہ میں مبتلا ہو جیسے کوئی حاملہ
حال ان کا ہے وہی لکھنے سے پہلے فیصلہ
چونک اٹھتے ہیں کسی کو گھر میں آیا دیکھ کر
جس طرح گھوڑا بدک جاتا ہے سایہ دیکھ کر

کیا بتاؤں حال اپنا جب سے شوہر ہوگیا
نصف بہتر وہ ہوئیں میں بد سے بدتر ہوگیا
اپنا دامن جھاڑ کر تو ساس خوش دامن ہوئیں
بھوت جو چمٹا تھا ان سے اب مرے سر ہو گیا
مہربانی ان کے ابا جان کی اتنی بڑھی
بینک بیلینس گھٹ کے زیرو کے برابر ہوگیا
گیٹ پر جنت کے یوں تو سخت چیکنگ تھی مگر
شیخ جی کا داخلہ اسٹاف کہہ کر ہو گیا
قاعدے کی رو سے تو تانیث ہونا چاہیئے
پھر بھلا یہ مولوی کیونکر مذکر ہو گیا
دوست بھی سائے سے میرے اب ہیں کترانے لگے
جانے کس کتے نے کاٹا تھا کہ شاعر ہو گیا

پیروڈی

میں نے سمجھا تھا جنوں عشق کا گھٹ جائے گا
تو بھی اکتا کے مری راہ سے ہٹ جائے گی
تھا نہ معلوم کہ وہ دن بھی کبھی آئے گا
بھوت کی طرح تو مجھ سے چمٹ جائے گی
اب میں بچوں کو کھلاؤں کہ تجھے پیار کروں
تیری زلفوں کو سنواروں کہ میں بازار کروں
کیا دیا تو نے مجھے شادی کی جھنجھٹ کے سوا
حاصل عشق ہے کیا روز کی کھٹ پٹ کے سوا
مجھ سے پہلی سی محبت میرے محبوب نہ مانگ

اب ترے جسم سے لہسن کی مہک آتی ہے
نقش ماضی بھی نظر آتے ہیں دھندلائے ہوئے
جا بجا بکھرے ہوئے کوچہ و بازار میں حسن
عطر میں ڈوبے ہوئے سینٹ میں نہلائے ہوئے
جسم پھیلے ہوئے اخبار کے پنوں کی طرح
زلف بکھری ہوئی کولتار کی سڑکوں کی طرح
اٹھ ہی جاتی ہے ادھر کو بھی نظر کیا کیجے
گر چہ غالب ہے تری ڈانٹ کا ڈر کیا کیجے
مجھ سے پہلی سی محبت میرے محبوب نہ مانگ

اے مری جان تمنا اے مری جان بہار
جب سے میکہ تیرا میرے لئے سسرال ہوا
کیا عجب بات ہوئی کیسی یہ کایا پلٹی
جیب پھولی تیرے ابا کی میں کنگال ہوا
فکر راشن کا لگا رہتا ہے تنہائی میں
کس طرح پیار کی باتیں کروں مہنگائی میں
مجھ سے پہلی سی محبت میرے محبوب نہ مانگ

دغا چاہتا ہوں ریا چاہتا ہوں
میں ووٹوں کا اپنے صلہ چاہتا ہوں
میں لیڈر سے پاس وفا چاہتا ہوں
حماقت کی حد ہے یہ کیا چاہتا ہوں
چرن آپ کے آچرن سے ہیں اچھے
چرن آپ کے چومنا چاہتا ہوں
بن کے بیوی میری اور کنگال کر دے
'تیرے عشق کی انتہا چاہتا ہوں'
بیاض اپنی کھولو غزل پھر پڑھو
ذرا دیر میں اونگھنا چاہتا ہوں

ایک گھر اللہ کا

مدتوں کے بعد کچھ لوگوں کو آیا یہ خیال
اب خدا کے واسطے بھی گھر بنے اک بے مثال
اک کمیٹی بن گ ءسائٹ سلیکشن کے لئے
لیڈروں کو مل گیا نسخہ الیکشن کے لئے
ایک نیتا جی نے تو بھاشن میں اپنے یوں کہا
قوم کے آگے نہیں اس سے بڑا کچھ مسئلہ
شرم سے اس بات پر جھکتا تمہارا سر نہیں
مالک کون و مکاں کو ایک اچھا گھر نہیں
آج تک تم نے جو مانگا وہ تمہیں دیتا رہا
مانگتا ہے آج اپنے واسطے اک گھر خدا
ہم اسے دیں گے مکاں جو ہو قسم لے لیجئے
ہے ضروری اس کی خاطر ووٹ ہم کو دیجئے
تھے کمیٹی کے جو ممبر وہ بھی نکلے ٹور پر
ایک بستی میں انہیں موزوں جگہ آئی نظر
پھر کمیٹی لوٹ آ ءلے کے اک تفصیلی نوٹ
بھیج دی نیتا کو اس نے اپنی کچھ ایسی رپورٹ
وہ مقام پر فضا بستی سے ہے کچھ دور پر
ایک بوسیدہ مکاں کا ہے وہاں ڈھانچہ مگر
یوں بہ ظاہر وہ مکاں ویران ہے بے کار ہے
کوئی اللہ اور لیکن اس کا دعویدار ہے
لیکن اس دعوی سے ہم لوگوں کو کوئی ڈر نہیں

دوسرا اللہ کوئی خاص طاقت ور نہیں
ہم بھی اب اپنے خدا کا اس پہ دعوی ٹھونک دیں
بات یہ لیکن کسی صورت نہ جائے کورٹ میں
یا تو اپنے زور سے قبضہ جمانا ہے ہمیں
یا کسی ترکیب سے ڈھانچہ گرانا ہے ہمیں
مشورہ معقول تھا نیتا کے دل کو بھا گیا
اک اشارہ ان کا آخر اس مکاں کو ڈھا گیا
لوگ اب بنوا رہے ہیں اس جگہ قصر عظیم
لامکاں میں ہے مگر حیران وہ رب کریم
کہہ رہا ہے کوئی مجھ کو آ کے سمجھائے ذرا
بن رہا کس کا گھر کس کا مکاں توڑا گیا؟

پلیڈر

شب میں جو پلیڈر کو کہیں ڈھونڈنا چاہیں
بیوی کو وہ بڑ اپنی سنانے میں ملے گا
اور صبح کو ٹمٹم کے یا اسٹینڈ پہ بس کے
دیہاتی موکل کو پھنسانے میں ملے گا
اور دن کو کچہری میں وہ اک کرسی پہ بیٹھا
یا اونگھتا یا گپیں لڑانے میں ملے گا
اور شام کو پھر قرض کسی دوست سے لے کر
دلالوں کو وہ چائے پلانے میں ملے گا

لیڈر

لیڈر کو اگر آپ کہیں ڈھونڈ نا چاہیں
وہ رات کو دعوت کہیں کھانے میں ملیگا
اور صبح کو صندوق نما توند کو بھر کر
بیٹھا ہوا وہ چمچوں کے نرغے میں ملے گا
اور دن کو وہ لکھوا کے کوئی موقع کا بھاشن
رٹتا ہوا تنہا کسی کمرے میں ملے گا
اور پھر غم جنتا کو غلط کرنے کی خاطر
وہ شام کو اسکاچ ہی پینے میں ملے گا

شاعر

شاعر کو اگر شب میں کہیں ڈھونڈ نا چاہیں
پیتا ہوا ٹھرا کسی ٹھیکے میں ملے گا
اور صبح کو لے کر وہ پرانا کوئی پرچہ
اچھی سی غزل اس سے چرانے میں ملیگا
پھر ڈھونڈ کے اک ایک سخن فہم کو دن میں
وہ ''تازہ کلام'' اپنا سنانے میں ملے گا
اور شام کو بس چائے کی اک پیالی کی خاطر
ہمسایہ کو مکھن وہ لگانے میں ملے گا۔

قطعات

شیخ جی جب سے میونسپلٹی کے ممبر ہو گئے
دیکھتے ہی دیکھتے ان کا مقدر پھر گیا
ایک بھی تنکا کہیں رہنے نہ پائے اس لئے
شہر میں جھاڑو پھرا، داڑھی پہ ریزر پھر گیا

کل بھری محفل میں یہ اک دل جلا کہنے لگا
آ بتاؤں تیل کیوں مہنگا ہے ہندوستان میں
کچھ تو چمچے لے گئے ہیں ان کی مالش کے لئے
اور باقی ڈال کر بیٹھے ہیں نیتا کان میں

شام آزادی جو پیغام ڈنر لاتی ہے
توند نیتاؤں کی کچھ اور ابھر آتی ہے
یہ الگ بات ہے اس جشن میں غافل صاحب
بھوکی جنتا کی لنگوٹی بھی اتر جاتی ہے۔

ماہیے

اب اور نہ تڑپاؤ
آنکھوں کے درپن سے
اس دل میں اتر آؤ

باعث یہ اداسی کا
فکر ہے فردا کی
یا کرب ہے ماضی کا

جب برف پگھلتی ہے
آگ چناروں کے
سینے سے نکلتی ہے

کیا دل کو بچانا ہے
شیشے کے کھلونے کو
بس ٹوٹ ہی جانا ہے

مسجد کی اذانوں میں
وحدت کا نغمہ
مرلی کی بھی تانوں میں

غزلیں

بے نام آدمی جو سرِ شام مر گیا
سورج کے شہر میں وہ اندھیرا ہی گیا
انسان جب حدودِ مکاں سے گزر گیا
حیران ہو کے وقت جہاں تھا ٹھہر گیا
کچلا ہے اس کو وقت کے پہیوں نے اس طرح
آئینہ دیکھتے ہی اچانک وہ ڈر گیا
دھندلا ہے گرچہ آج مرا آئینہ اے دوست
لیکن اسی سے ایک زمانہ سنور گیا
کل تک جو چل رہا تھا لئے ہاتھ میں چراغ
جانے کہاں وہ آج مرا ہم سفر گیا
غافل کو ڈھونڈیے بھی تو پائیں گے اب کہاں
دیوانہ آدمی تھا نہ جانے کدھر گیا

سسکیوں کی آہٹیں با چشم تر لے جائے گا
جانے والا درد کی سوغات گھر لے جائے گا
پھر پکی فصلوں کی صورت کاٹ کر لے جائے گا
جانے یہ موسم جنوں کا کتنے سر لے جائے گا
آسماں چھونے کی حسرت دل میں ہی رہ جائے گی
پھر کوئی صیاد میرے بال و پر لے جائے گا
کب تلک کھلتے رہیں گے دل میں زخموں کے گلاب
اور کتنی دور خوشبو کا سفر لے جائے گا
قاتلوں کے شہر میں جائے گا وہ اس شان سے
خود ہی نیزے پہ سجا کے اپنا سر لے جائے گا
دیکھنا غافل فاصلوں کا یہ مزاج
لذت آوارگی ذوق سفر لے جائے گا

?